جنسیاتی مطالعے

علی عباس جلالپوری

فہرست

1 پیش لفظ

2 بلوغت اور اوائلِ شباب

3 حُسن و جمال

4 حدیثِ عشق

5 شادی

6 ہم جنسیت

7 قحبگی

8 جنس اور ادب و فن

9 بردہ فروشی

10 جنس اور مذہب

11 جنسی انحرافات

12 نئے جنسی زاویے

13 اِصطلاحات

14 کتابیات

پیش لفظ

ایک مستقل شعبۂ علم کی حیثیت سے جنسیاتؒ کی تدوین ۱۹ ویں صدی میں عمل میں آئی تھی لیکن اس کے اصول و مبادی کا کھوج قدیم تمدنوں میں بھی ملتا ہے۔ فراعین مصر کے مقبروں کی کھدائی سے ایسی تحریریں دستیاب ہوئی ہیں جنہیں آج کل کی زبان میں فحش کا نام دیا جاتا ہے اور جو عالم عقبیٰ میں فراعین کا جی بہلانے کے لئے اُن کی ممیوں کے ساتھ دفن کی جاتی تھیں چینیوں، یونانیوں، رومیوں، ہندیوں اور عربوں نے جنسی موضوعات پر مستقل کتابیں تالیف کیں اور اس علم کے بارے میں ایسے ایسے انکشافات کئے کہ بعض پہلوؤں سے آج بھی اُن پر چنداں اضافہ نہیں کیا جاسکا۔ اس ضمن میں افلاطون کے ایک شاگرد میر لقلیدیز یونانی کی کتاب جنسی حظ[2]، اووِڈ کی "فنِ عشقبازی" اور جوینال، مارشل اور ہورلیس کی نظمیں قابلِ ذکر ہیں۔ اووِڈ قیصر آگسٹس سیزر کے عہد کا مشہور شاعر تھا جس کا معاشقہ قیصر کی نواسی جولیا سے ہوا اور راز فاش ہونے پر دونوں کو جلا وطن کر دیا گیا۔ 'فنِ عشقبازی' اووِڈ کے ذاتی مشاہدات اور واردات کا آئینہ ہے۔ وہ نسوانی فطرت کا بہت بڑا مبصّر ہے۔ اُس نے مزاحیہ پیرائے میں عورتوں کو ورغلانے کے گُر بتائے ہیں اور دوسری طرف عورتوں کو ہدایات دی ہیں کہ وہ کس طرح اپنے عشّاق پر قابو پا سکتی ہیں۔ اووِڈ، جوینال اور ہورلیس کی نظموں میں مُعاصر رومی معاشرے کی جنسی زندگی کی جھلکیاں دکھائی دیتی ہیں اور جنسیات کے بارے میں رموز و نکات ملتے ہیں۔ افلاطون کے مکالمے 'سمپوزیم' اور 'فیدو' میں اور سیفو کی نظموں میں ہم جنسی عشق کا ذکر والہانہ شیفتگی سے کیا گیا ہے جس سے معلوم

---

[1] SEXOLOGY

[2] جنسی حظ کے مسلک کو یونانی زبان میں HEDONE کہتے تھے۔ اخلاقیات میں HEDONISM کا مکتب اِس سے یادگار ہے۔

ہوتا ہے کہ ہم جنسیت قدیم یونانی معاشرے کا تعلیمی ادارہ بن گئی تھی۔ قدیم چینی ادبیات میں دو کتابیں 'سنہرا کنول' اور 'چینگ پنگ می' قابل ذکر ہیں۔ 'سنہرا کنول' میں تاؤ مت کے پیروؤں کے لئے اعادۂ شباب اور جنسی حظ کے حصول کے طریقے درج کیے گئے ہیں اور جنسی ترغیبات سے بحث کی گئی ہے۔ 'چینگ پنگ می' میں ایک شخص سیمسی مِن کی عشقیہ مہمات بیان کی گئی ہیں۔

ہندوستان میں وتسیاین کی کتاب "کام شاستر" مستند مانی گئی ہے۔ واتسیاین کا اصل نام ملی ناگا تھا۔ وہ سنیاس کی حالت میں بنارس میں مقیم تھا جب اس نے یہ کتاب لکھی تھی۔ اس کا زمانہ پہلی اور چوتھی صدی بعد از مسیح کے درمیان کا بتایا جاتا ہے۔ ہندوؤں کے ہاں لنگ شیو دیوتا کی اور یونی شکتی دیوی کی علامتیں ہیں۔ وہ لنگ یونی کے اتصال کو پُرش پرکرتی کے وصال کے مماثل خیال کرتے ہیں جس سے یہ کائنات بنی تھی۔ اُن کے ہاں مقاربت کی از خود رفتگی اور مکتی علتی جلتی کیفیات ہیں۔ وتسیاین نے 'کام شاستر' میں اس خیال کو پیش نظر رکھا ہے۔ اُس نے عورت کی قسموں، مقاربت کے آسنوں اور جنسی کجرویوں کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ 'کام شاستر' کا ترجمہ مغرب کی بڑی بڑی زبانوں میں ہو چکا ہے۔ 'کُکو کا شاستر' (کوک شاستر)، دمودر گپت کی 'ونٹنی متم' اور کلیان مل کی "اننگ رنگ" میں (لغوی معنی ہے بے رنگ (کام دیو) کے رنگ) جو لاڈ خاں لودھی کی فرمائش پر لکھی گئی تھی 'کام شاستر' ہی سے اخذ و استفادہ کیا گیا ہے۔ دتا کا نے پاٹلی پتر کی کسبیوں کی فرمائش پر ایک رسالہ لکھا تھا جو دست برد زمانہ کا شکار ہو گیا۔ اس کے اقتباسات البتہ کہیں کہیں ملتے ہیں۔ ہمارے زمانے میں مُلک راج آنند نے اپنی کتاب 'کام کلا' میں قدمائے ہند کے جنسی نظریات کو جدید انداز میں پیش کیا ہے۔

عربی زبان میں جاحظ کی کتاب "العرس والعرائس"، الثعلبی کی "کتاب الباہ"، ابن حاجب النعمان کی "کتاب الفتیان"، جلال الدین سیوطی کی کتاب "الالنیاح فی علم النکاح"، الف لیلہ و لیلہ اور شیخ نفزاوی کی "الروضۃ العاطر فی نزھۃ الخاطر" میں جنسی مباحث ملتے

لہ رچرڈ برٹن نے اسے "کُٹنی متم" لکھا ہے۔ میرا جی نے اس کا خوبصورت ترجمہ کیا ہے۔

ہیں۔ شیخ نفزادی تیونس کا رہنے والا تھا۔ یہ کتاب اُس نے ۱۶ویں صدی میں ایک وزیر کی فرمائش پر لکھی تھی۔ رچرڈ برٹن نے روضۃ العاطر کا نہایت دلآویز ترجمہ انگریزی میں کیا اور اِس پر سیر حاصل حواشی لکھے۔ بعد میں اِس کے ترجمے دنیا بھر کی زبانوں میں شائع ہوئے۔ جدید دَور کے عُلمائے جِنسیات ہیولاک ایلس اور کِنسے نے بھی اِس سے استفادہ کیا ہے اور اپنی کتابوں میں جابجا اس سے اقتباسات دیئے ہیں۔ شیخ نفزاوی نے مرد عورت کی جِنسی موافقت، رجولیّت، ملاعبت اور آسنوں کے بارے میں شرح و بسط سے بحث کی ہے اور اپنے مطالب کی وضاحت کے لئے جابجا دلچسپ کہانیاں بھی لکھی ہیں البتہ اِن میں کہیں کہیں مبالغہ بے جا سے بھی کام لیا ہے۔ شیخ نفزادی مقاربت کو محض بچے پیدا کرنے کا وسیلہ ہی نہیں سمجھتا بلکہ اِسے صحت مند تفریح کا ذریعہ بھی مانتا ہے۔ رچرڈ برٹن نے "الف لیلہ و لیلہ" کا معرکہ آراء ترجمہ انگریزی میں کیا اور اِس پر بیش قیمت حواشی لکھے۔ اِس ترجمے کا تتمّہ نہایت معلومات افزا ہے۔ اِس میں ہم جِنسیّت کا اختصاصی مطالعہ کیا گیا ہے۔ جِنسیات میں بین التہذیبی مطالعے کی اولیت بلاشبہ رچرڈ برٹن کو حاصل ہے۔

قدماء جِنسی ملاپ کو ایک فطری عمل سمجھتے تھے اور اِس سے بلا تکلّف حظ اندوز ہوتے تھے۔ عیسائیوں نے جِنسی ملاپ کے ساتھ جرم اور گناہ کے جو مریضانہ اِحساسات وابستہ کئے ہندیوں، یونانیوں، عربوں اور چینیوں میں اُن کا نام و نشان نہیں ملتا۔ کلیسائے رُوم کے آباء کلیمنٹ، آگسٹائن وغیرہ نے یہ کہہ کر کہ آدم اور حوّا کو مقاربت کے جُرم میں جنّت سے نکالا گیا تھا اور اُن کا یہ جُرم ہر بچے کو ورثے میں ملتا ہے، جنس کے ساتھ ازلی گناہ اور فحاشی کے تصورات وابستہ کر دیئے جو مرورِ زمانہ سے عیسائی اقوام کے ذہن و قلب میں اُلجھنیں بن کر راسخ ہو گئے۔ یہیں سے اہلِ مغرب کی عورت دشمنی کا آغاز بھی ہوا اور عورت کو شیطان کا آلۂ کار کہہ کر اُسے مردود ازلی قرار دیا گیا چنانچہ تاریک صدیوں میں ہزاروں عورتوں کو اِس الزام میں

آگ میں جھونک دیا گیا کہ وہ جادوگرنیاں ہیں اور شیطان کے پاس خلوت میں جاتی ہیں نشاۃ الثانیہ کے دوران میں یونانی اور رومی علوم و فنون کے ساتھ قدماء کے طرزِ حیات اور اخلاقی قدروں کا احیاء بھی ہوا اور شاعروں، فن کاروں اور تمثیل نگاروں نے کھُل کر حسن و عشق کی ترجمانی کا حق ادا کیا۔ بوکاچیو اور شہزادی مارگریٹ کی کہانیوں، پٹرارکا کے سانیٹوں، ولاں کی نظموں، رابیلے کے حصوں، چاسر کی شاعری، شیکسپیئر اور مولئیر کی تمثیلوں، ڈاونچی، مائیکل انجلو اور رافیل کی تصویروں میں نئے جمالیاتی احساس کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ اٹھارویں صدی کو یورپ میں جنسی بے راہ روی کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ یہ بے راہ روی اُس ردِّعمل کی انتہائی صورت تھی جو ازمنۂ وسطیٰ اور تحریکِ اصلاحِ کلیسا کی رہبانیت کے خلاف ہوا تھا۔ دساد کے ناولوں "جستن" اور "جولیت" اور کلیوی لینڈ کے قصے "فینی ہل" میں اِس دور کی جنسی زندگی کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اُنیسویں صدی میں وکٹوریہ کے عہد کی اخلاقی بندشیں عائد کر دی گئیں لیکن یہ محض دکھاوا تھا۔ ظاہری پاکبازی اور شائستگی کے پردے میں جنسی بے راہ روی کا بازار بدستور گرم رہا جیسا کہ "میری مخفی زندگی" کے گمنام مصنف نے پوست کندہ بیان کیا ہے۔ اِسی زمانے میں فحش نگاری کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ ادب میں یہ روایت بڑی حد تک اُنیسویں صدی سے یادگار ہے۔ اِسی صدی میں سائنس کی ایجادات کے طفیل صنعتی انقلاب برپا ہوا اور اہلِ مغرب نے ایشیا، افریقہ اور امریکہ کے بیشتر ممالک پر جارحانہ تاخت کر کے اُنہیں اپنی مصنوعات کی کھپت کے لیے وسیع منڈیوں میں بدل دیا۔ سامراج کے دوش بدوش عصمت فروشی کے کاروبار کو بھی وسعت ہوئی۔ ایشیا، افریقہ اور امریکہ کے شہروں میں بڑے بڑے قحبہ خانے کھولے گئے جہاں ہزاروں سفید فام کسبیوں کو بھی دوسری مصنوعات اور اجناس کی طرح برآمد کیا گیا اور سفید غلامی منظّم تجارت کی صورت اختیار کر گئی۔ فی زمانہ سنگاپور، ہانگ کانگ اور بیروت سفید غلامی کے بڑے مرکز ہیں۔

سائنس کی ترقی کا ایک نتیجہ یہ ہُوا کہ علم الانسان، عمرانیات، حیاتیات، نفسیات اور

طب میں حیرت انگیز انکشافات کیے گئے جن کے نتیجے میں علم جنسیات کو بھی وسعت ہوئی۔ علم الانسان اور تاریخ تمدن کی تحقیقات نے عصمت فروشی، بلوغت اور شادی کی رسوم اور ہم جنسیت کے مسائل پر نئے انداز میں روشنی ڈالی۔ مارگن، رابرٹسن سمتھ، ٹائلر، فریزر وغیرہ نے سوچ کی نئی راہیں دکھائیں۔ رابرٹ برفالٹ، ایڈورڈ ویسٹر مارک اور رچرڈ لیون سوہن نے بیش قیمت معلومات بہم پہنچائیں۔ اُن کی کتابوں کے مطالعے سے مفہوم ہوتا ہے کہ مختلف اقوام میں بلوغت اور شادی کی رسوم کیا تھیں اور جغرافیائی، معاشی اور تمدنی تقاضوں کے تحت جنسی معمولات کس طرح مختلف اقوام میں مختلف صورتیں اختیار کرتے رہے نیز اس حقیقت کا انکشاف ہوا کہ اوائل تمدن میں صدیوں تک مادری نظام معاشرہ قائم رہا جس میں بکارت کو غیر ضروری بلکہ مذموم سمجھا جاتا تھا۔ لنگ اور یونی کو بار آوری اور زرخیزی کے علامتی مظاہر سمجھ کر اُن کی پوجا بڑے ذوق و شوق سے کی جاتی تھی، عورت کو مرد پر سیادت حاصل تھی اور املاک کی وارث عورت ہی تھی زرعی انقلاب کے بعد صورت حالات بدل گئی اور عورت مرد کی ذاتی املاک بن کر رہ گئی۔ چنانچہ ضابطہ حمورابی اور عہد نامہ قدیم کے احکام عشرہ میں بیل گائے، بھیڑ بکری کی طرح عورت کو بھی مرد کی ذاتی املاک میں شمار کیا گیا ہے۔ زرعی معاشرے میں بکارت کو عورت کی سب سے بڑی خوبی قرار دیا گیا کیونکہ مرد اپنی املاک اپنے ہی صلبی فرزندوں کو ورثے میں چھوڑنا چاہتا تھا۔ عمرانیات کے طلبہ نے تاریخی شواہد سے ثابت کیا کہ عصمت فروشی کو ابتدائے تمدن میں ایک مقدس مذہبی ادارے کی حیثیت دی گئی تھی، بعد میں اسے عام کاروبار کی صورت میں منظم کیا گیا۔ ہرشس فیلڈ، پولی ایڈلر، فرینڈ ہنریک وغیرہ نے عصمت فروشی کے موضوع پر عضویاتی اور نفسیاتی نقطۂ نظر سے قلم اٹھایا اور جنسیات کی دنیا میں یہ نزاع شروع ہوئی کہ کوئی عورت خلقی اور عضویاتی لحاظ سے کسبی ہوتی ہے یا ماحول اور سماج کے غلط اثرات اُس کی گمراہی کا باعث ہوتے ہیں۔ یہ بحث آج بھی جاری ہے۔ کارل ہائنرخ الرخس نے یہ سوال اٹھایا کہ ہم جنسیت ایک خلقی میلان ہے جسے کجروی سے تعبیر کرنا تعصب بے جا ہے اور جو لوگ خلقی طور پر ہم جنسی ہوں انہیں